Last episode part 6

"رمشا کہاں ہیں؟رے رے؟"

وہ پورے پورشن میں رمشا کو ڈھونڈ چکا تھا لیکن اسے رمشا کہی دکھائی نہیں دی تھی۔ابھی وہ آفس میں تھا کسی کام سے مصروف کہ رمشا اس کے آفس میں آئی تھی۔اس کو دیکھ کر وہ مسکرایا ضرور تھا مگر اندر سے وہ اپ سیٹ تھا اس لئے بہت ڈاؤن فیل کر رہا تھا۔رمشا نے اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے کہا کہ وہ اب اس پہ آج کل توجہ نہیں دے رہا۔بدلے میں سکندر زرا سا ہنسا تھا اور تھوڑی دیر میں آنے کا کہا تھا۔رمشا اس کے انداز پہ ٹھٹھک گئی۔ظاہر ہے جو بندہ چوبیس گھنٹے اس کی توجہ کے لئے دیوانہ ہوتا تھا۔اب اتنے بزی موڈ میں کہہ رہا تھا کہ وہ بعد میں آئے گا ۔اسے سکندر زرا ٹھیک نہیں لگا۔

"ٹھیک ہے آپ آرام سے کام کریں۔۔۔میں یہی صوفے پہ بیٹھ کر سکیچ بنالوں گی۔"

کہتے ہوئے وہ سکندر کے سامنے الماری سے اپنی سکیچ بک اور اپنا باکس نکالنے لگی۔سکندر نے لب زور سے دبالیے۔بختاور کے حوالے کے ساتھ ساتھ اس نے اور بھی بزنس ہینڈل کرنے تھے جو وہ کم سے کم اپنی بیوی کے سامنے نہیں کر سکتا تھا۔اس کی بیوی اس کی زندگی تھی' اس کی سانس لینے کی وجہ۔۔اس کے بزنس میں زرا سی انولومنٹ نے رے کو موت کے قریب بھیج دیا تھا۔۔۔ اور وہ کر دفعہ اس کے لئے اور اپنے لئے اپ سیٹ بھی ہو جاتی تھی۔۔کچھ بھی ہو جائے خود بیشک ٹینشن سے مر جائے لیکن اب رے کو وہ ہر تکلیف اور پریشانی سے دور رکھے گا۔

"رے آف سُن شائین!! تم یہاں تھک جاوں گی مجھے ٹائیم لگے گا۔۔۔تم کمرے میں آرام سے جو کرنا چاہتی ہو کرو۔۔۔"

وہ اب اُٹھ کر اپنے شرٹ کی سلیوز پیچھے کرتے ہوئے اس کے سامنے آیا جو بازو میں سکیچ بک پکڑے اسے گھورنے لگی۔

"سگریٹ کی طلب ہو رہی ہے نا آپ کو؟اس لئے مجھے بھیج رہے ہیں۔" شیر داود نے ایک دم حیرت سے اسے دیکھا پھر ہنسا۔۔سوچ تو وہ بالکل ٹھیک رہی تھی مگر ایسا کچھ نہیں تھا۔۔۔آج تو سگریٹ بھی اس کی ٹینشن ختم نہیں کر سکتی تھی۔

"نہیں میری کوین ! مجھے واقعی میں کام ہے اور ٹائیم کافی لگے گا۔۔۔تم انتظار میں تھک جاو گی۔۔ تسلی نہیں ہوتی یہ لو میرا لائیٹر اور سگریٹ کی ڈبی لے جاو۔"

اس نے گرے پینٹ کی جیب سے سگریٹ کا ڈبہ اور لائیٹر نکال کر اس کے ہاتھوں میں باقائدہ تھمائی ۔رمشا کو زرا تسلی ہوئی۔واقعی کام ہی ان کا۔۔لیکن کوئی تو بات ہے یہ اتنے بے چین کیوں دکھائی دے رہے ہیں۔

"تھینک یو مجھے دینے کے لیے مگر میں بالکل ٹھیک ہو نا۔۔میرا بس دل کر رہا ہے نا آپ کو دیکھ کر اپنا کام کروں کیا آپ کا دل نہیں کرتا مجھے دیکھ کر کام کرنے کو۔۔"

سکندر کے چہرے پہ بڑی خوبصورت' دل آویز مسکراہٹ پھیلی۔جو دل کو چھو لیتی تھی۔جیبوں میں ہاتھ ڈالے وہ اس کے قریب آیا۔

"تمھیں دیکھنے لگ گیا تو پھر ہو گیا میرا کام۔۔۔میری بھی نظر لگا دو گی تم۔۔۔

You are the worst distraction women۔"

رمشا کی مسکراہٹ بھی اس سے ملتی جلتی تھی۔سکندر کا یہی روپ یہی روپ تو احساس دلاتا تھا کہ وہ نارمل ہے۔بالکل ٹھیک۔اسے کوئی ٹینشن نہیں ہے۔"

"سکندر آئینے جھوٹ نہیں بولتے۔۔میں اتنی بھی خوبصورت نہیں ہوں جتنا آپ کہتے ہیں۔۔۔" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگی۔اس وقت حد سے زیادہ ڈراک ہوئی وی تھی۔۔مگر ان میں چمک تھی اور چمک کی وجہ بھی رمشا ہی تھی۔سکندر نے اس کی ٹھوڑی پکڑی۔اس کو غصے سے دیکھا لیکن یہ غصہ جائز تھا۔اسے سکندر کی رے کو عام کہنے کا کوئی حق نہیں تھا وہ اسے بھی ٹرا میل کرے گا۔

"میرے آئینے سے نہیں دیکھا تم نے اس لئے ایسا کہہ رہی ہو۔۔۔سب آئینے توڑ کے رکھ دوں گا جو تمھیں ان سکیور فیل کرواتے ہیں اور پلیز ویمن ! اس کمپلیکس میں مت پڑنا۔۔اتنی فیک اور کھوکھلے لوگوں سے بھری ڈُنیا میں ایک ہی لڑکی ہے جس کا اصل مجھے زندگی میں پہلی دفعہ نظر آیا ہے۔وہ اوریجینل پیس بہت مضبوط' نڈر' اپنی کرنے والے' ہمدرد' محبت سے بھری' احساس سے بھرپور' مجھے سے زرا کم جذباتی اور ایک انتہائی حسین ترین حور ہے۔۔۔جو کسی عام سے بندے کی زندگی میں کرن بن کر آئی۔۔ایسے تو نہیں کہتا میں تمھیں رے۔۔۔"

گھمبیر لہجے میں کہتا اسے پیار کر کے چھوڑتا وہ اس کے بال ہلکے سے بگاڑتے ہوے بولا۔

"دیکھا میری توجہ ہٹادی کام سے اب تو لازمی تمھیں جانا پڑے گا۔"

اس نے رمشا کا بازو پکڑا اور اسے دروازے کی طرف لے کر جانے والا۔

"نہیں میں یہی بیٹھ کر کام کروں گی۔۔ سکندر اگر باہر بھیجا ناآپ نے میں تو پھر ناراض ہو کر چلی جاوں گی۔"

سکندر ہنس پڑا۔

"اوّل تو تم مجھے یعنی کے اپنے داود کو چھوڑ کر نہیں جاوگی اگر چلی بھی گئی تو میں پھر سے اُٹھا کر تمھیں لے آوں گا۔۔آرام سے کام کرو میں آجاوں گا تھوڑی دیر میں۔۔۔"رمشا نے اپنا بازو نروٹھے پن سے چھڑوایا۔

"میرے ہر کام کو ڈرامیل کرتے رہتے ہیں آج میں ایسا کرنے لگی تو آپ مجھے باہر بھیج رہے ہیں ۔۔۔"

سکندر نے اسے روکا مگر وہ ناراضگی سے چلی گئی تھی۔ سکندر مسکراہٹ دبا کر سر ہلاتے ہوے دروازہ بند کر چکا تھا۔اب مسکراہٹ اس کے چہرے سے غائب ہو چکی تھی۔

اب وہ اپنا کام مکمل کر کے باہر نکلا تھا تو اوپر کے دو پورشن میں رمشا کو چیک کر چکا تھا۔۔وہ وہاں پہ نہیں تھی۔۔!

یہ ایک جملہ کہنے' سُننے میں لگے گا یہی کہی ہو گی مل جائے گی۔۔۔ مگر شیر داود سکندر حدید کو یہی ایک جملہ پینک اٹیک میں مبتلا کر گیا۔

نیچے آکر اس نے رمشا کو آوازیں دیں۔۔ جو آس پاس کام والا سامنے نظر آیا۔اس سے بھی پوچھا لیکن انھیں کوئی پتا نہیں تھا۔اب تو آ گیا سکندر کو غصہ۔

"کیا مطلب !!! اندھے ہو کر گھومتے رہتے ہو گھر میں۔۔بی بی کہی بھی نہیں نظر آئی۔۔۔"

ایک پہ تو وہ اپنا غصہ قابو نہ رکھ سکا اور دھاڑ کر سلیم کو ڈپٹ دیا۔اب بیچارا سلیم کیا کہتا صاحب نے اسے کہا تھا بی بی آس پاس ہو تو سب کی نظریں جھک جانی چاہیے کیسے دیکھتا وہ۔۔۔اب کہہ رہے تھے دیکھا کیوں نہیں۔یہ صاحب کی آخر پرابلم کیا ہے؟

سکندر غصے سے اسے گھورتا اب باہر کی طرف بڑھا لیکن وہ باہر کیسے ہو سکتی ہے۔کتوں کو تو کھلا چھوڑ دیا جاتا اور یہ بات رمشا اچھی طرح جانتی تھی۔۔۔ اگر اسے وہاں پر ملی تو بھی اسے صحیح ڈانٹے گا اگر وہاں پہ نہ ملی تو بعد میں بھی اس کا حشر کرے گا۔

وہ باہر آیا اس نے لان چیک کیا وہاں پر بھی نہیں تھی۔اسے تو اب صحیح معنوں میں پریشانی ہو گئی۔ یہ کہی چلی تو نہیں گئی مگر گیٹ پہ گارڈ ہے۔اگر وہ چلی جاتی تو اسے فوراً اطلاع مل جاتی۔اس نے پچھلے لان کی طرف چیک کرنا بہتر سمجھا اگر وہاں نہ ملی تو پھر وہ اس گھر کو ہلا ڈالے گا۔خوش قسمتی سے اسے وہ وہی ملی جہاں اکثر وہ نماز پڑھا کرتی تھی۔ جھولے پہ بیٹھی' سکیچ بک پہ مصروف اس وہ سکندر کو بہت بُری لگی۔۔اتنا دماغ جو خراب کر دیا تھا اس نے اور یہاں مزے سے بیٹھی تھی۔

"تم یہاں بیٹھی تھی تو مجھے بتا دیتی کب سے پورا گھر میں تمھیں پاگلوں کی طرح ڈھونڈ رہا تھا۔"

وہ تیزی سے کہتے ہوے اس کے سامنے آیا۔رمشا ایک دم اس کی آواز پر اچانک اچھل پڑی۔اس کے انگلی سے پینسل پھسل کر نیچے گر گئی۔

"یا اللہ سکندر آپ تو ایک دن مجھے ہارٹ اٹیک دیں گے۔"

رمشا نے اسے دیکھا جس کا موڈ بگڑا ہوا تھا۔

"کمرے میں کیوں نہیں بیٹھی یہاں پر کیا کر رہی ہو؟ تمھیں پتا ہے کتے کھلے چھوڑے ہوئے ہیں۔"

رمشا نے تاسف سے سر ہلاتے ہوئے جھکی پینسل اُٹھائی۔

"یہ میرا گھر ہے۔میں اب آپ سے اجازت لے کر اپنے گھر میں جگہ جگہ جایا کروں۔"

اس کا انداز سکندر کو ذرا سا سرد لگا۔

"کم سے کم اس وقت تو ضرور رے۔۔۔ تمھیں پتا ہے کہ میں تمھارے معاملے میں کتنا حساس ہوں ۔اس وقت بھی تمھیں کمرے میں اس لیے بھیجا تھا کہ تم ڈسٹرب نہ ہو۔" وہ اس کے ساتھ جھولے پہ بیٹھتے ہوئے نرمی سے اب بولا۔رمشا نظر آ گئی تھی بس سارا غصہ ہوا میں اُڑ گیا۔حشر کرنے کی جو وہ پلاننگ کر رہا تھا وہ بس ایک دفعہ اونچی آواز میں ڈانٹنا ہی تھا۔

رمشا نے بُک بند کی اور سائڈ ٹیبل پہ رکھ کر اس کی طرف رُخ موڑا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"حساس کے بجائے جذباتی کہے آپ اپنے آپ کو۔۔۔سکندر آپ کو پتا بھی ہے جب آپ ٹرامپل کرتے ہیں تو ٹرامپلنگ میں سب سے زیادہ نقصان آپ اپنا کرواتے ہیں۔" سکندر خاموشی سے اسے دیکھنے لگا۔وہ بولا کچھ نہیں۔شاہد وہ اس کی بات سے متفق تھا۔

"میں جانتی ہوں آپ کی کنڈیشن! آپ کس درد سے گزرے ہیں۔ایسے درد سے گزر کر کڑوی دُنیا کا سامنا کرنا بیحد مشکل ہے۔۔آپ کی جگہ کوئی اور ہوتا تو کب کا پاگل ہو چکا ہوتا یا خود کو ہی مار ڈالتا لیکن آپ نے سروائیو کیا مگر اس کے ساتھ ساتھ آپ اپنے آپ کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ میرے اور بختاور کے حوالے سے آپ اتنے جذباتی ہیں کہ ہمیں کچھ ہو نہ ہو باقی جو ہم سے جڑے لوگ ہیں وہ متاثر ہوتے ہیں۔"

اس نے سکندر کا ہاتھ پکڑا۔

"صوفیا آپی کے ساتھ جو ہوا وہ میرے اور بختاور کے ساتھ کبھی نہیں ہو گا۔یہ ڈر آپ کو اپنے اندر سے ختم کرنا پڑے گا۔مجھے آپ سے بہت محبت ہے۔آپ کی فکر ہے۔اس لئے کہہ رہی ہوں ۔۔۔نارملیٹی کی طرف آئے۔۔دُنیا کو ٹرامپل کرتے کرتے ایک دن خود آپ ٹرامپل نہ ہو جائے۔"

سکندر نے اسے دیکھا پھر ہنسا۔۔۔آج وہ ضرورت سے زیادہ ہی ہنس رہا تھا۔شاہد اپناد کھ بھگانے کے لئے۔

وہ ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا مگر پھر بھی وہ رمشا کی نظروں میں ظاہر پڑ رہا تھا۔

"اب کتنا ٹرامپل ہو گا میں رے۔۔۔"

اس نے رمشا سے نظریں ہٹا کر نیم اندھیرے لان کے گھاس کو گھورنے لگا۔

"جن دنوں مجھے دماغی مدد کی شدید ضرورت تھی۔ان دنوں میں غلط کاموں میں ملوث ہو گیا۔۔ شاہد مجھے لگا یہ میرا اصل ہے۔یہ چیز مجھے سکون دے دیں۔جس کی تلاش میں مارا مارا پھیر رہا ہوں۔دُنیا تو کب کا مجھ پہ تھوک چکی تھی۔ماں' باپ تو سر پہ ہی نہیں تھے۔بس ایک دوست تھا۔وہ بھی بیچارا زیادہ سے زیادہ کیا کر سکتا تھا۔میڈیسن اور تھارپی پتا کیا ہوتی تھی میری۔۔۔؟"

اس نے مسکرا کر رمشا کو دیکھتے ہوئے کہا۔رمشا کو اس کی مسکراہٹ کو دیکھ کر رونا آیا۔

"خون بہانا!! ٹارچر کرنا۔۔تڑپتی ہوئی چیخے سُنا۔۔جسم کے حصے کو علیحدہ کرنا۔۔شراب پینا ۔۔۔نشے میں دُھت رہنا۔۔۔یہ میری وقتی بے سکونی کو دور کرنے لگا۔۔۔"

وہ بولتے ہوئے چُپ ہو گیا۔جیسے بولنے کے لئے اس کے پاس الفاظ نہیں رہ گئے تھے۔

"لوگوں کو تو میں سائیکو ہی لگوں گا لیکن لوگوں کو کیا بتاوں کہ یہ صوفی کی آوازیں' اس کا ٹوٹی گڑیا کی طرح گرا وجود۔۔۔مجھے ہانٹ کرتا ہے۔۔۔اوپر سے تمھارے موت کے قریب جانا' بختاور کو گولی لگنا۔۔۔"

کہتے ہوئے ایک دم سے اُٹھ گیا۔پیٹ میں جلن سی شروع ہو گئی تھی۔وہ جب جب ایسی چیزیں سوچتا تھا یاذکر کرتا تھا تو اس کی ایسی حالت ہو جاتی تھی۔جلن تھی تو غصہ بھی خامخواہ آگیا۔

"اور کیا تم تک پہ سارا دن لگی رہتی ہو۔۔۔میں تو ضروری ہو ہی نہیں۔اُٹھو۔۔۔"

اس نے رمشا کا بازو پکڑ کر اسے کھینچا۔

"سکندر! اللہ میرے یہ آدمی۔۔۔"

••••••••••••••••••••

"مجھے یہ نہیں پینا کتنا گندا ہے۔" بختاور نے باول پیچھے کیا۔ درینہ نے اسے زرا سا گھورا۔

"گندا بیشک ہو لیکن تمھیں یہ پینا پڑے گا۔۔ چاچو نے کہا تمھارے ڈائیٹ ہی بالکل خراب ہے۔۔ اور جلدی ٹھیک نہیں ہونا۔۔۔ چھ دن بعد تمھارے اگزام ہے۔" اس نے چمچ اس کے ہنوٹوں کے قریب کیا کہ درینہ کے چاچو کے ذکر پہ اس کا منہ بگڑ گیا۔

"میں بالکل ٹھیک ہوں آپی!! اور ڈائیٹ سے کچھ نہیں ہوتا۔ ڈاکٹر ہیں نیوٹریشنسٹ نہیں۔۔ مطلب کے کچھ بھی۔"

"کیا بحث ہو رہی ہے؟ اور درینہ تم اسے سوپ مکمل کیوں نہیں کروایا۔"

حداد کی آواز پر دونوں نے مڑ کر اسے دیکھا جو جوس ٹرے میں پکڑے۔ بختاور کو تیز نظروں سے دیکھ رہا تھا لیکن نجانے کیوں بختاور کو اس کے ہونٹوں پہ شرارتی مسکان محسوس ہوئی جسے وہ بڑی مشکلوں سے چھپائے جا رہا تھا۔

"چاچو جو آپ نے سوپ بنایا ہے وہ یہ بالکل نہیں پی رہی۔۔ خوامخواہ کی ضد کر رہی ہے۔ بختاور اگر تمھارے ماما کو پتا چل گیا تو وہ بہت ناراض ہو گے۔"

"آپی پلیز میں اس وقت صرف سونا چاہتی ہوں۔۔۔"

وہ پیچھے ہو کر کمبل تان کر لیٹنے لگی کہ حداد کی آواز پہ اسے رُکنا پڑا۔

"بعد میں سو جانا مگر ہم مزید کوئی مصیبت نہیں مول سکتے۔ اس لئے چُپ چاپ کر کے سوپ پیو۔۔ اور یہ جوس پہ رکھا ہے فوراً سے پینا۔۔۔"

درینہ چاچو کے زمہ دار روپ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئی۔ چاچو کو نارملیٹی کی طرف دیکھ کر وہ پر سکون ہو گئی تھی۔ اب سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔

"دیکھو چندا چاچو کتنا خیال رکھ رہے ہیں تمھارا۔۔ ورنہ ہم غریب کو تو پوچھتے ہی نہیں تھے۔ تم کتنی لکی ہو۔۔۔ چلو جلدی سے سوپ پیو۔۔۔ پھر جوس پی کر دوائی کھا کر سو جانا۔۔"

بختاور نے بے اختیار حداد کو دیکھا تھا۔ حداد بھی ایک دم سے کنفیوز ڈ ہو گیا۔ یہ کیا بول رہی ہے عینہ۔

"آپی !! مگر۔۔۔۔۔"

"اگر مگر کچھ نہیں اُف تمھاری ٹینشن میں بھول گئی۔ امی سے ضروری بات کرنی تھی۔ تم ایک کام کرو یہ جلدی سے فٹافٹ ختم کرو۔۔ میں آوں تو ختم ہونا چاہیے۔۔۔ چاچوزبردستی کرنی ہے آپ نے۔۔۔ اگر کوئی نخرے دکھائے یہ۔۔۔"

اب تو حداد کا منہ کھل گیا۔

"کیا مطلب میں اب جانے ہی والا ہوں۔۔۔"

"بعد میں چلے جائے گا ڈاکٹر صاحب پہلے مریض کو ٹھیک کیجیے۔۔۔ ورنہ حنان میرا حشر کر دیں گے ۔ چلو پیو چاچو نظر رکھیے گا۔"

وہ کہتے ہوئے کمرے سے غائب ہو گئی۔ اب وہ دونوں اکیلے تھے۔ حداد نے گہرا سانس لیتے ہوئے ٹرے سائڈ ٹیبل پہ رکھی اور سامنے کُرسی پہ بیٹھا۔

"ختم کرو۔"

اس نے آہستگی سے کہتے ہوئے باول کی طرف اشارہ کیا۔ جو بختاور کی گود میں پڑا تھا۔

"یہ کیا بنایا ہے۔ اتنا تو مجھے بھی پتا ہے کہ یہ مریضوں کا کھانا ہر گز نہیں ہو سکتا ہے۔ آپ نے مجھ سے بدلہ لینے کے لئے ضرور کچھ کیا ہے۔" حداد بختاور کو دیکھ کر اپنی نظریں پھیر چکا تھا۔ بلیو جینز' نیلی شرٹ میں وہ ہینڈ سم لگ رہا تھا۔ بالوں پہ جیل لگا کر اس نے بن بنایا ہوا تھا۔

"میں اتنا ظالم بھی نہیں ہوں کہ ایک بیمار بندے کے ساتھ ظلم کروں۔۔۔ اگر سوپ نہیں اچھا لگ رہا تو مت پیو۔۔ مگر جوس ضروری ہے۔۔ دوائی ایسے نہیں دے سکتا میں۔"

حداد کی نرمی سے بات کرنے پہ نجانے اسے کیوں چڑ ہوئی۔ کچھ دنوں سے وہ واقعی چڑ چڑی سی ہوئے جا رہی تھی۔

"مجھے کچھ نہیں کھانا پینا۔۔ تھینک یو میری فکر کرنے کے لئے مگر اس کی ضرورت نہیں ہے۔"

حداد ٹانگ پہ ٹانگ رکھے اسے دیکھنے لگا۔۔ وہ باول سائڈ ٹیبل پہ رکھ کر کمبل ہٹا کر اُٹھی۔۔ اُٹھی تھی کہ اس کا سر چکرانے لگا۔۔۔ اب حداد کو اُٹھ کر اسے سنبھالنا پڑا۔

"انجیکشن جب لا رہا تھا تو اس وقت بولتی کیوں بند ہو گئی تھی۔ اس وقت تو بڑی داوے سے کہا جا رہا تھا میں کھانا کھا کر دوائی لے لوں گی۔۔۔ تمھارے ماما نے ویسے تمھیں بہت بگاڑا ہے۔ نجانے تمھارا کیا ہو گا۔"

اس نے تکیہ پیچھے رکھ کر اس کو ٹیک لگوائی۔ بختاور نے اس کا ہاتھ جھٹکا۔

"میرے ماما نے آپ کا آخر کیا بگاڑا ہے۔ کیوں انھیں ہر وقت میرے سامنے کچھ کہتے ہیں۔ آئندہ میں ان کے خلاف کوئی بات نہیں سُنوں گی۔۔۔ رہی بات میری تو میرے ماما ہے میرے سوچنے کے لئے۔۔ یقیناً بہت اچھا ہی سوچے گے۔۔۔"

"بیماری تمھارے دماغ اور زبان پہ پتا نہیں کیوں اثر نہیں کی۔۔۔ جب پیدا ہوئی تھی تو رونے کے بجائے بولنا شروع کیا ہو گا۔۔۔ تم نے۔۔۔" حداد ٹرے اُٹھا کر اس کے سامنے بیٹھتے ہوئے بولا۔

"ہاں آپ تو اس وقت موجود تھے نا جیسے۔۔۔۔ بڑا میرے بارے میں پتا ہے۔" اس نے ٹانگیں اپنے قریب کرتے ہوئے اسے کہا۔

"ویسے تمھارے ماں باپ کو جیسے ہی تمھارا پتا چلا کہ ایک چھوٹی سی چڑیل ان کے زندگی میں آنے والی ہے تو وہ فوراً سے بھاگ ہی گئے۔۔۔"

بات تو حداد نے مذاق میں کی تھی مگر یہ بات بختاور کو بہت زور سے دل میں جا کر لگی تھی۔ وہ خاموش ہو گئی۔ اس بارے میں کیا کہتی وہ۔۔ اس نے اپنا سر جھکا لیا۔ حداد جو ٹرے اس کی گود میں رکھ کر جوس کا گلاس اسے دینے لگا تھا ایک دم جیسے ٹھہر گیا۔ اسے اپنی غیر سنجیدگی کا احساس اس کی خاموشی اور جھکے چہرے سے بہت بُری طرح محسوس ہوا۔

"آئیم سوری میرا یہ کہنے کا مطلب نہیں تھا۔۔"

اسے سمجھ نہیں آئی کہ آگے وہ کیا کہتا۔

"میں پی لوں گی۔آپ جا سکتے ہیں۔"

بختاور نے آہستگی سے کہتے ہوئے اس سے ٹرے لی اور خاموشی سے چمچ سوپ میں ہلانے لگی۔

"میں جب ایک سال کا تھا تو میرے ڈیڈ کی ڈیتھ ہو گئی تھی۔"

بختاور نے سر اُٹھا کر اسے دیکھا وہ سوپ کا پیالہ اُٹھا کر چمچ اس کے ہونٹوں کے پاس لے کر گیا۔

بختاور نے کہنا چاہا تو حداد نے آنکھوں کے اشارے سے اسے پینے کا کہا۔اس نے زرا سا منہ کھولا اور نیم گرم سوپ اس کے حلق کے اندر گیا۔

"ان کو پتا چل گیا تھا کہ انھوں نے اس بار ایک جنگلی' پاگل سائیکو بیٹا پیدا کیا ہے۔جو کسی کام کا نہیں ہے۔۔۔یہ سب دیکھنے سے پہلے ہی وہ چل بسے۔۔۔دیکھ لیتے تو ویسے بھی غصے کے مارے انھوں نے اللہ کو پیارا ہو جانا تھا۔"

بختاور نے اسے دیکھا وہ آج بہتر موڈ میں لگ رہا تھا۔کل جو اس کا غصہ تھا توبہ توبہ اچھے سے اچھا بہادر بندہ بھی جیسن موموا کو دیکھ کر ڈر جاتا۔

"خیر تب سے بڑے بھیا نے ہی مجھے باپ کی طرح پالا۔۔۔اُنّیس سال کے تھے اس وقت۔۔۔بڑا خیال رکھا کرتے تھے میرا۔۔۔لاڈ بھی خوب اُٹھاتے تھے میرے۔۔۔کسی کو مجھے کچھ کہنے نہیں دیتے۔۔۔"

"تبھی آپ اتنے جنگلی ہیں۔" بختاور نے سوپ پیتے ہوئے بے اختیار کہا۔یہ سوپ بہت ہی گندا تھا ۔اس نے منہ بناتے ہوئے اسے دیکھا۔

"منیرز کی کلاس لینے پڑے گی بختاور عالم آپ کو۔" حداد نے تاسف سے سر ہلاتے ہوئے اس سوپ پلایا۔۔۔جس پہ وہ بُرے بُرے منہ بنا رہی تھی۔بالکل بچی تھی یہ۔۔

"اور منیرز کی کلاس کے ٹیچر کون ہو گے آپ؟ کھال ڈر گو؟"

"خیر اس وقت میں اتنا جنگلی نہیں تھا۔۔الٹا کافی ڈسپلنڈ' پڑھائی میں ٹاپر' تمیزدار بچہ تھا۔جس وقت بچے موج مستی کرتے تھے۔کھیلتے تھے۔۔ان کی ڈھیروں سرگرمیاں ہوتی تھی۔اس وقت میں پڑھا کرتا تھا۔۔"

"اوہ وہ اوور پڑھا کو بچے۔۔پڑھ پڑھ کر آخر میں کیا کیا۔۔اپنا بھی دماغ خراب اور دوسروں کا بھی ۔میں تو اس لئے کہتی ہوں پڑھائی میں کچھ نہیں پڑا مگر میرے ماما کو کون سمجھائے۔۔آپ کی مثال ان کے سامنے نہ رکھ دوں۔"

"پڑھائی نے میرا کام نہیں بگاڑا بلکہ۔۔۔"

وہ اپنا ہاتھ نیچے کر چکا تھا۔۔بختاور کو دیکھنے میں پتا نہیں کیوں اس کے لئے مشکلاہٹ ہو رہی تھی

۔

اگر وہ دیکھے گا تو دل پہ اختیار نہیں رکھ سکے گا۔

تم اس کے لائیک نہیں ہو حداد عظیم فور گاڈ سیک وہ بچی ہے!!!

"بلکہ؟"

بختاور نے کہا۔۔حداد اُٹھ گیا۔۔گلاس اُٹھا کر اس نے ٹرے سائڈ پہ رکھا۔

"بلکہ کچھ نہیں اب تم یہ پیو میں تمھاری دوایاں لاتی ہوں۔"

Yuck !!!

"یہ کیا ہے؟"

اس نے ہرے رنگ کا شربت دیکھ کر حداد سے پوچھا۔

"کیل کا جوس ہے۔۔اس میں سیلیری' ٹماٹر اور کیل ہے۔۔۔امونیٹی سسٹم کے لئے اچھا ہے۔"

"نہ بابا نہ میں تو یہ بالکل نہیں پینے والی۔۔سادہ پانی سے دوائی لوں گی اور سو جاوں گی۔"

"ایک تمھیں سونے کی کچھ زیادہ نہیں پڑی ہوئی۔۔پیپر کی تیاری نہیں کرنی۔۔چلو یہ ختم کرو ورنہ میں زبردستی پلانے پہ مجبور ہو جاوں گا۔۔"

حداد نے اسے آنکھیں دکھائیں۔۔آنکھیں بختاور نے بھی دکھائی وہ بھی پھاڑ پھاڑ کر۔

"تمھیں یہ پینا ہے۔۔۔"

"میں یہ نہیں پیوں گی۔۔"

"بختاور؟ کیا ہوا ہے تمھیں۔"

حنان دروازہ کھول کر اندر آیا۔وہ اس وقت یونی فورم میں ملبوس تھا۔اس کے چہرے پہ پریشانی تھی
۔

"تمھیں بخار ہے!! تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں۔۔"

اس نے بختاور کی پیشانی پہ ہاتھ رکھا۔اس کی پیشانی کی تپش میں زرا کمی آئی تھی۔

"حداد بھائی آپ نے چیک کیا؟"حنان نے حداد سے پوچھا۔وہ جو جواب دینے لگا تھا' اس سے پہلے بختاور ہی بول بیٹھی۔

"میں ٹھیک ہوں ہانی ماما بس زرا طبیعت خراب ہو جاتی ہے۔"

"زرا طبیعت خراب حالت دیکھو اپنی۔۔ڈاکٹر کی بلانی کی ضرورت ہے کہ نہیں۔۔"

"نہیں ضرورت تو نہیں ہے۔بس یہ زرا کھا کر کچھ میڈیسن لے لیتی تو اس نے شام تک ٹھیک ہو جانا تھا مگر یہ کچھ لی ہی نہیں رہی۔میں نے کہا چلوا انجیکشن ہی لگا دوں تو منع کرنے لگی۔۔۔"

"کیوں نہیں سُن رہی۔۔ایک تو بھائی میرا اتنا خیال رکھ رہے ہیں اور تم نخرے کر رہی ہو۔۔کہاں ہیں کھانا؟"

وہ بختاور کے گرد بازو پھیلاتے ہوئے اسے ڈپٹ کر حداد سے پوچھنے لگا۔

"کھانا بعد میں دیں دینگے پہلے یہ جوس پی لے۔۔۔اور یہ لے نہیں رہی۔۔"

حداد نے آنکھوں میں شرارت لئے بختاور کو دیکھا جو منہ کھولے حنان کو دیکھتے ہوئے بولی۔

"ہانی ماما مجھے یہ جوس نہیں پینا۔۔یہ سچ میں بہت گندا ہے۔۔میرا گلا ویسے بھی خراب ہے اور جوس تو آپ کو پتا ہے اس سے گلے کو خراب کرتا ہے۔۔مجھے بس سادہ پانی دیں میں سو جاوں گی۔۔۔"

"وہ ڈاکٹر ہیں کہ تم؟لائے حداد بھائی مجھے دیں۔۔میں پلاتا ہوں کیسے نہیں پیتی۔۔۔ماما سے ضرور درگت بنوانی ہے میری۔وہ پہلے ہی تمھارے حوالے سے پریشان ہے۔۔چلو شاباش پیو۔۔"

"ماما میری بات سُنیں۔۔۔"

"بحث نہیں کرو بختاور دیکھو کتنا پریشان ہے حنان چلو جلدی سے پیو تا کہ وہ آفس جا سکے۔۔۔"

حداد کو بختاور کی سچویشن پہ خوب ہنسی آئی۔۔اور خوب انجوائی بھی کیا۔بختاور نے اسے خونخوار نظروں سے دیکھا۔دیکھ لے گی وہ اس آدمی کو۔۔۔

"چلو میرا بچہ بس اتنا سا ہی ہے۔۔۔"

حنان کے کہنے پہ وہ پینے پہ مجبور ہو گیا۔پیتے ہوئے جو اس کی حالت ہوئی۔لگا کہ دل کیا سارا معدہ باہر آجائے گا۔۔حداد نے یہ جان بوجھ کر یہ جوس پلایا تھا۔۔اور بھی بہت سارے جوس ہوتے ہیں مگر نہیں۔۔۔بدلہ بس بدلہ کے سوا اس آدمی کو کچھ دکھائی نہیں دیتا۔۔حداد کی ہنسی چھوٹی جس پہ وہ بے اختیار کھانسا۔۔۔

"یہ جوس تھا کہ زہر۔۔۔مجھے پانی دیں۔۔۔اُف اُف۔۔۔آپ سب لوگ بہت بُرے ہیں۔۔۔دیکھنا سب بیمار ہو جائے تو میں بھی گن گن کے بدلے لوں گی۔"

"بدلے بعد میں لینا محترمہ اب چُپ چاپ کر کے دوائی کھاؤ اور آرام کرو۔۔۔"

حنان نے اس کے بال ٹھیک کرتے ہوئے اُٹھا اور حداد سے میڈیسن پوچھی۔حداد سر ہلا کر اس کے لئے میڈیسن لینے کے لئے اپنے کمرے کی طرف گیا۔

" دیکھ لوں گی تمھیں حداد عظیم۔۔۔"بختاور نے حداد کو جاتے ہوئے دیکھ کر دل میں سوچا۔۔یہ آدمی اس کے لئے جان لیوا تھا۔

••

"ہوں اچھا ہے مگر مزا نہیں آیا۔۔"

اس نے ڈر گز کا پیکٹ زرا سا اچھال کر سامنے بیگ پہ پھینکا۔

ٹانگ پہ ٹانگ رکھے وہ سگار کو انگلی میں گھماتے ہوئے ان کو دیکھنے لگے۔ جن کے تاثرات اس کے ایک ہی جملے میں بدل گئے۔

"یہ سب سے بہترین مال ہے بھا۔ایسا مال بہت سے لوگوں کے پہنچ میں نہیں آسکا۔ تم لکی ہو۔"

وہ طاہر کی بات پہ بے اختیار ہنسا۔

"اچھا میں لکی ہوں۔۔۔ سُن کر اچھا لگا کہ یہ مال کسی کے پہنچ میں نہیں آیا سوائے میرے مگر جب مجھے چیز پسند ہی نہیں آئی تو اس میں میں کیا کر سکتا ہوں۔ پریشان مت ہو۔۔۔ یہ میرے پاس چھوڑ جاو ہو سکتا ہے چیک کرنے کے بعد میں کوئی حتمی فیصلہ کروں۔۔۔"

اب انھوں نے دیکھا کہ وہ فوراً سکندر کی بات پہ پر سکون اور خوش ہو گئے تھے۔

سکندر اُٹھ کر باہر آیا۔ جاوید اس کے پیچھے ہی تھا۔

"سر آپ کو جب۔۔۔۔۔"

"تمھیں میں نے بولنے کا کہا جاوید۔۔۔"

سکندر نے رُک کر جاوید کو دیکھا۔ جاوید رُکتے ہوئے ایک دم خاموش ہو گیا۔

"سوری سر۔۔۔"

"گاڑی میں بات کرتے ہیں۔"

سکندر نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی جبکہ جاوید اس کے ساتھ بیٹھا۔ آج سکندر کا ڈرائیو کرنے کا موڈ تھا۔

"تم بول سکتے ہو وہاں کلب میں ویسے بھی سب کے کان کھڑے ہو جاتے ہیں۔۔اور ایک ایک خبر ان کے شرٹ پہ لگے مائیکرو فون میں جارہی ہوتی ہے۔اس لئے دھیان دینے پڑتا ہے۔تم کیا کہہ رہے تھے؟"

جاوید نے سر ہلاتے ہوئے' گلا کنکھار کر کہا۔

"سر آپ کو جب مال پسند نہیں آیا تھا تو آپ نے پھر بھی ان سے کیوں لے لیا۔"

سکندر مسکرایا۔

"پانچ سال سے میرے ساتھ کام کر رہے ہو جاوید ابھی تک میری سوچ نہیں پڑھ سکے۔۔مال کو ریجیکٹ کرنا ان کے لئے یہ بات کسی تھپڑ سے کم نہیں ہو گا۔مال چیک کر چکا ہوں۔یہ بہت خطرناک ہے۔۔اور ان بیو قوفوں کی پہنچ میں آگیا۔۔جیسے ہی میں نے لے لینا تھا۔ سمجھوں سب چھوٹے' بڑے غنڈوں نے لے لینا تھا۔۔۔وہ میری نقل کرتے ہیں۔۔میں کیا خریدتا ہوں' میں کیا بیچتا ہوں وہ سب اس پہ نظر رکھتے ہیں۔اب یہ مال بیکار سمجھا جائے گا۔۔۔گارنٹی ہے کم سے کم اس علاقے میں یہ مال کوئی نہیں خریدے گا۔"

"تو آپ نے پھینکنے کے لئے اس سے لی ہے؟"

"بالکل! جب دیکھا گا کہ مجھے بھی اثر نہیں ہوا' مجھے مزا نہیں آیا۔۔ سمجھو اس کی نظر میں یہ نشہ رجیکٹ!"

"اب ہم کہاں جارہے ہیں؟"

"ہاتھوں میں بڑی کھجلی ہو رہی ہے۔تم لوگوں نے پٹائی کا موقعہ ہی نہیں دیا سوچا اپنی کسر ان بلیوں پہ اُتار آوں۔۔۔"

اس نے گاڑی صوفی کلب کی طرف بڑھائی۔

"چھوڑ دو مجھے پلیز مجھے چھوڑ دو۔۔۔"

سکندر نے اس کی گردن پکڑی اور بے رحمی سے دباو بڑھاتے ہوئے ہنسا۔

"میری بیوی کے چہرے پہ انگلیوں کے نیشان چھوڑ کر تم سمجھتے ہو کہ میں تمھیں چھوڑ دوں وہ بھی اتنی آسانی سے تو یہ تمھاری غلط فہمی ہے۔۔۔ بولا تھانا اس نے کہ وہ کس کی بیوی ہے!!! تو کیوں خوف نہیں آیا تمھارے دل میں بولو!!!! جب اپنے انجام کا پتا تھا پھر بھی ایسی حرکت کیوں کی ؟کیوں!!"

سکندر نے اس کے زخمی گال پہ زور سے تھپڑ مارا۔ وہ جلن سے تڑپ اُٹھا۔ فاروق نے اپنی آنکھیں بند کر دی۔ سکندر نے ایک دفعہ بھی اسے ہاتھ نہیں لگایا۔ وہ دل میں کہہ رہا تھا کاش لگا دیتا۔۔۔ اُدھر وہ اس کو جسمانی ٹارچر دے رہا تھا اور یہاں اسے ذہنی اور ماناپڑے گا ذہنی' جسمانی ٹارچر سے زیادہ تکلیف دے ہوتا ہے۔

"میں معافی مانگ لوں گا مگر پلیز مجھے چھوڑ دو۔۔۔"

سکندر نے اسے زور سے زمین پہ پھینکا اور اس کی پشت پہ بوٹ رکھ کر کہا۔

"معافی!! اسے تکلیف دے کر کہتے ہو اب معافی مانگ لوں گا۔۔۔ سوری میں اتنا رحم دل نہیں ہوں۔۔۔ کم سے کم اپنی بیوی کے معاملے میں تو بالکل نہیں۔۔۔۔ آج تمھیں چھوڑ دیا تو کل کو کوئی اور ایسی حرکت کرے گا اور میں ایسا ہونے نہیں دوں گا۔"

اس نے اب اس کے کہرانے پہ اپنا پاوں ہٹایا۔

"جاوید!!! "

"جی سر؟"

جاوید فوراً نمودار ہوا۔

"انھیں جیپ میں پھینکو! اور ہسپتال ایڈمٹ کرواو۔۔۔ ان دونوں کے گھر والوں کو اطلاع دو۔۔۔ اور کسی بھی طور پہ میرا نام نہیں آنا چاہیے۔۔۔ اگر آیا تو ان دونوں سے پہلے میں تمھارا حشر کروں گا۔۔۔"

کہہ کراب وہ اپنا بازو کی سلیوز کو پیچھے کرتا فاروق کے پاس آیا جو رُخ موڑے لمبی لمبی سانس لے رہا تھا۔

سکندر کے چہرے پہ مسکراہٹ پھیلی۔

"کیسے ہو چھوٹے بھائی۔۔۔مزے میں ہو کہ نہیں؟"

وہ چلتے ہوئے اس کے پاس آیا اور گھٹنے کے بل جھک کر اسے دیکھنے لگا۔جس نے سکندر کے بولنے پر بھی اپنی آنکھیں نہیں کھولی تھیں۔

"یار تم تو بڑے باغی سے تھے۔ایک دم سے تمھیں کیا ہو گیا۔۔یہ لمبی گز بڑھی زبان کہاں غائب ہو گئی۔۔"

اب فاروق نے اپنی آنکھیں کھولیں۔اس نے سکندر کو دیکھا پھر اپنی خشک لبوں پہ زبان پھیرتے ہوئے اس نے آہستگی سے کہا۔

"بابا کی خاطر مجھے چھوڑ دو سکندر۔"

سکندر کی آنکھیں حیرت سے پھیلی' پھر وہ ہنسا۔

"کس بابا کی خاطر؟ تمھارا باپ میرا آخر لگتا ہی کیا ہے جو اس کی خاطر تمھیں چھوڑ دوں۔"

"تم ان کی پہلی اولاد ہو سکندر۔۔۔"

وہ آگے سے بولنے لگا تھا کہ سکندر دھاڑا۔

"چُپ!!!! زبان اپنی بند رکھو!!! نہ ہی وہ میرا باپ ہے نہ ہی میں ان کا بیٹا۔کم سے کم اس وقت تو بالکل بھی نہیں ہے۔۔۔بچہ سمجھا ہوا مجھے۔۔جو میں تمھاری اموشینل باتوں میں آجاوں گا۔۔۔اور تمھیں چھوڑ دوں گا۔۔۔نہیں نہیں فاروق میاں۔۔ابھی تو شروعات ہے آگے آگے دیکھو تمھارے ساتھ ہوتا کیا ہے۔۔۔"

سکندر اپنی چھری نکال چکا تھا ایک دم اس کے جیب میں موجود فون بجنے لگا۔اس نے فون نکال کر دیکھا تو عنیقہ کا فون تھا۔اس نے فاروق کو دیکھا جو اپنی آنکھیں زور سے میچ چکا تھا۔اُٹھ کر اس نے فون کان سے لگایا۔

"ہاں بولو بچے!"

"اچھا اچھا پریشان مت ہو مجھے اس کا پتا مل چکا ہے۔۔رو رو نہیں ہاں ہاں مل گیا ہے۔۔مگر تم حدید عالم کو نہ بتانا کہ میں نے ڈھونڈا ہے۔۔۔عنیقہ!!! جو کہا ہے وہ کرو اگر زرا بھی پتا لگا تو تمھارے بھائی کا حشر کر دوں گا میں۔۔۔ریلیکس رہو آ جائے گا کچھ ہی گھنٹوں میں اوکے او کے اللہ حافظ۔۔"

فاروق نے سکندر کی زبان سے جب عنیقہ کا نام سُنا تو ایک دم چوکس ہو گیا۔

"میری بہن تمھیں کال کیوں کر رہی تھی۔"

"وہ میری بھی بہن ہے سمجھے تم!!!! اور یہ جو تمھارے اندر کی اکڑ ہے اسے ابھی کے ابھی ختم کرو ۔۔تم جا رہے ہو اپنے گھر۔۔"

ایک دم اسے سکندر کی بات پہ اسے جھٹکا لگا۔

"تمھارے اوپر نظر رکھی جائے گی اور اگر زرا بھی میرا نام لینے کی کوشش کی تو مجھ سے بُرا کوئی نہیں ہو گا۔۔میں اس گھر میں صرف عنیقہ کا ہمدرد ہوں اور کسی کا نہیں۔۔۔سب کے ٹکڑے کرنے میں ایک دفعہ بھی نہیں سوچوں گا۔"

"تو تم اس کے کہنے پہ مجھے چھوڑ رہے ہو۔۔۔اسے پتا ہے کہ تم نے۔۔۔۔"

"نہیں!!! تمھاری ماں ہسپتال میں ہے۔۔۔اور اسے نہیں پتا اگر پتا لگا تو وہ دن تمھاری ماں کا آخری دن ہو گا۔۔۔"

فاروق کا چہرہ اس کی بات پہ سفید ہو گیا۔

••••••••••••••••••••••••

"میں یہ ہر گز نہیں کھانے والی یہ سوپ ہے ہہ ٹماٹروں کی دُکان!!"

بختاور کو تو اب آگیا غصہ وہ سمجھی رات کو اسے نارمل کھانا ملے گا مگر جب وہی جوس کے ساتھ درینہ یہ انھو کا سوپ لائی اور کہا کہ حداد نے کہا وہ تین چار دن سے یہی سب کچھ پیے گی تو بختاور کا تو پارا آوٹ ہو گیا۔ وہ آخر سمجھتا کیا ہے خود کو۔

"بخت چندا تمھاری طبیعت نہیں ٹھیک نا اس لئے۔۔۔"

مگر بختاور نے بے بس سی دُرینہ کی بات کاٹی۔

"آپی میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔ مجھے لگا یہاں ماما نہیں ہیں تو میں سکون سے بنا روک ٹوک کے اپنے روزمرہ کے کام کروں گی لیکن یہاں تو الٹا ہی سین ہے۔ ٹارچر کرنے کے لئے مجھے پتا نہیں کیا کیا دیے جا رہے ہیں۔ گرین ٹی کبھی زندگی میں نہیں پی اور آج دوبار بنا چینی کے آپ کے چاچو نے زبردستی پلائی۔۔۔ دوبار متلی کر چکی ہوں۔ معدہ سکھر گیا ہے میرا۔"

درینہ کو اس کی بیچارگی پہ پریشانی اور ہنسی بیک وقت آئی مگر خود پہ قابو پاتے ہوئے پیار سے بولی۔

"بخت وہ ادرک' نمبو کی چائے تھی۔۔۔ گرین ٹی نہیں۔"

"جو بھی تھا مگر میرے ماما نے کبھی مجھ پہ اتنا ظلم نہیں کیا تھا جتنا کہ آپ سب کر رہے ہیں۔"

"کیا بحث ہو رہی ہے؟ اب کیا تکلیف ہے ان محترمہ کو۔"

شیطان کے بارے میں ہی بات ہو رہی تھی اور شیطان حاضر بھی ہو گیا تھا۔ بختاور نے سر اُٹھا کر اس شیطان کو دیکھا۔ جو سینے پہ بازو لپیٹے گرے شرٹ اور بلیک پینٹ میں ملبوس چارمنگ مگر سڑا ہوا کریلا لگ رہا تھا۔

"آپی ان سے کہیے یہاں سے چلے جائے ورنہ یہ سارا پیورے ان کے سر پہ گرا دوں گی۔"

درینہ نے حداد کو دیکھا جو اسے سخت نظروں سے گھور رہا تھا۔

"کیا تکلیف ہے ایک تو ہم سب اپنے کام چھوڑ کر تمھاری آو بھگت میں لگے ہیں۔۔ اوپر سے تم نخرے کر رہی ہو!! درینہ کو اپنے پاپا کے پاس جانا تھا اور تمھاری وجہ سے اسے رُکنا پڑا۔۔۔۔"

"تو میں نے تھوڑی انھیں کہا تھا کہ میری خاطر رُک جائے۔"

اس کے لہجے میں اس بار نرمی اور تھوڑی سی شرمندگی تھی۔ درینہ کو اچھا نہیں لگا۔

"چاچو آپ بھی نا بیمار ہے وہ چڑچڑا تو اس نے ہونا ہی ہے نا۔" درینہ نے پیار سے کہتے ہوئے اس کی ٹھوڑی انگلی سے چھوئی۔

"چڑچڑ ہونا ہے تو اپنے گھر میں ہوے۔۔۔" بختاور نے پھر سے اس کی بات کاٹی۔

"یہ میرا گھر ہے۔۔ میرے ماموں کا آپ کو اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔" درینہ ان دونوں کو دیکھ کر ہنس پڑی۔

" صحیح کہہ رہی ہے چاچو یہ اس کا گھر ہے۔ آپ کو کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔۔۔"

"ٹھیک ہے پھر میرے پاس نہیں آنا کہ اس کو ٹھیک کر دیں اس کو ٹھیک کر دیں۔۔۔ میں بھی دیوار کے ساتھ سر ہی مار رہا ہوں۔۔۔"

وہ تو اب غصے میں آگیا۔ بختاور نے ہونہہ کہتے ہوئے اپنا سر جھٹکا۔ اکڑ تو دیکھو زرا۔۔ بیمار بندے کا کوئی خیال نہیں اگر شرینہ میڈم بیمار ہو جائے گی تو فوراً بھاگے گے۔ میری بلا سے میں کیوں سوچوں انھیں۔

"عینہ کھانا نہیں کھاتی تو لے جاو۔۔۔ اس کو طاقت میں کسی اور چیز سے دلواتا ہوں۔۔۔"

اس کے لہجے میں شرارت اور تھوڑے سے چڑ کو محسوس کرتے ہوئے بختاور نے چونک کر اسے دیکھا ۔حداد کمرے سے باہر نکل چکا تھا۔

"یہ کیا کہہ کر گئے ہیں آپی؟" بختاور ہیڈ بورڈ کے ساتھ ٹیک لگائے درینہ کو دیکھنے لگی جو ٹرے ٹیبل سے اُٹھا کر بولی۔

"بچوں میں تو کہتی ہوں کھا لوں ورنہ کہی الگ مصیبت نہ پڑ جائے۔۔۔"

"نہیں کھانا آپ جائے میں نہیں چاہتی آپ بار بار اپنے کام چھوڑ کر میرے پاس آئے۔۔ آرام کروں گی تو ٹھیک ہو جاوں گی۔ ابھی بھی دیکھیں بخار بھی زرا کم ہے۔۔۔"

"پاگل ! چاچو کی باتوں میں مت آنا۔انھیں تمھاری فکر ہے اس لئے غصہ ہو رہے ہیں۔"

"یہ اچھی فکر دیکھی ہے میں نے۔۔"

وہ اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوے کمبل پہ بنے پھولوں کے پیٹرن کو گھورنے لگی۔

"میں یہ رکھ آوں تمھارے لئے کچھ اچھی چیز ہی بنا کر لاتی ہوں۔واقعی میں چاچو کو زیادہ ہی ظالم ہو گئے ہیں۔"

بختاور اپنے دھیان میں گُم تھی اس لئے اس نے کچھ نہیں کہا۔درینہ چلی گئی۔اسی وقت حداد اندر آیا۔اس کے ہاتھ میں موجود انجیکشن دیکھ کر بختاور کا سانس اوپر کا اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔

••••••••••••••••••••••••••••••••••••••

"اللہ صبح سے پاگل ہو رہی تھی۔تھینک یو ثمینہ !! عاطف بھائی کو شکریہ کہنا۔۔"

چاٹ کی پلیٹ لے کر رمشا نے پندرہ سالا ثمینہ کو کہا۔جو مسکرا کر سر ہلاتے ہوے چلی گئی۔رمشا لیپ ٹاپ کو سائڈ پہ رکھ' مزیدار سموسہ چاٹ کی چمچ لینے والی تھی کہ ایک کسی نے اس سے پلیٹ لی۔

"دماغ تو نہیں خراب ہو گیا یہ کیا کھا رہی ہو؟"

اُف یہ کہاں سے آ گئے ؟

اس نے سر اُٹھا کر اپنے شوہر کو دیکھا جو پلیٹ کو ایسے دیکھ رہا تھا جیسے اس کا سب سے بڑا دشمن یہی ہو۔

"میرے خدایا رے یہ کیا ہے ؟ یہ گند تم کھانے والی تھی۔۔۔ہوش میں تو ہو تم۔"

رمشا نے سر پہ ہاتھ رکھ کر تھوڑے منٹ کے لئے خاموش رہنا بہتر سمجھا۔

"کس سے منگوایا ہے تم نے ؟توبہ کھا کر تم نے بیمار ہو جانا تھا تو میں کہاں جاتا۔۔۔"

"سکندر آپ یہی ہوتے آپ نے کہی نہیں جانا تھا پلیز مجھے میری چاٹ دیں۔۔"رمشا نے ہاتھ آگے کیا لیکن سکندر اس کی نظریں مزید سخت ہو گئی۔

"لگاؤں میں تمھیں ایک!!! کیا سوچ کر تم نے یہ گلی کا گند منگوایا۔۔"

"یہ گند نہیں ہے یہ میری پسندیدہ چیز ہے۔۔۔میرا صبح سے یہی کھانے کا دل کر رہا تھا۔۔پلیز دے دیں۔۔۔"

اسے داود پہ شدید غصہ آیا۔

"سوری میں یہ پھینکنے جا رہا ہوں اور اس کی بھی خبر لینے جو یہ تمھارے لئے لے کر آیا۔"

اب تو رمشا فوراً صوفے سے اُتر کر اس کے سامنے آئی اور اس سے پلیٹ لی۔

"خبر دار آپ نے کسی کو بھی ٹرامپل کیا!! اور جائیے ہر وقت سر پہ آجاتے ہیں۔۔۔دو گھڑی سکون بھی دے دیا کریں۔"

اب سکندر اس کی باتوں سے ہرٹ ہو گیا۔نیلی شرٹ اور بلیک پینٹ میں وہ ڈیشنگ لگ رہا تھا۔۔۔ مگر اس وقت رمشا کی باتوں سے دُکھی ہوا تھا۔

سکندر نے اس سے پلیٹ لی اور کچن کی طرف بڑھا۔رمشا منہ کھولے اسے جاتا ہوا دیکھنے لگی وہ اب غصے میں تھا تو رمشا کو بھی کوئی کم غصہ نہیں آیا تھا تیزی سے اس کے پیچھے گئی لیکن دیر ہو چکی تھی ۔

"خبر لیتا ہوں بعد میں تمھاری اس سے پہلے اس کی لوں گا جو تمھارے لے لایا ہے۔۔"

"آپ نے کیوں پھینکی!!! سکندر۔۔۔"

رمشا نے مٹھیاں بھینچ لی آج کل ویسے بھی اسے بات بات پہ رونا اور غصہ آرہا تھا۔اب سکندر کی چھوٹی سی حرکت جو اس نے رمشا کی فکر کے لئے کی تھی۔اس پہ رونا اور غصہ دونوں آرہا تھا حالانکہ بات اتنی بڑی نہیں تھی مگر رمشا کا موڈ آج عجیب سا تھا۔

"رے!! کیا ہو گیا ہے آج۔۔۔بچوں کی طرح کیوں بہیو کر رہی ہو۔۔۔ تمھیں پتا ہے میں تمھاری بیماری کا کوئی رسک نہیں لے سکتا۔۔پہلے ہی تم اتنی ٹھیک نہیں ہوں۔۔۔۔"

"یہ میری فکر نہیں میرے ساتھ دشمنی ہے!! میں آپ سے آج بالکل بات نہیں کروں گی۔۔"

وہ چل پڑی۔ سکندر کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

وہ پھر اس کے پیچھے آیا۔

"دمشنی؟ ہوش میں ہو تم۔۔۔ میں اس ڈر سے تمہیں کچھ ہو نہ جائے اور تم اس کو دمشنی کا نام دے رہی ہو۔"

اب وہ دھاڑا۔ رمشا مڑ کر اسے دیکھا اس کی آنسو دیکھ کر وہ تو فوراً ٹھنڈا پڑ گیا لیکن اسے جھٹکا لگا اسے رونا کیوں ارہا ہے۔۔ اتنی سی بات پر؟

"بس ہر وقت رے یہ ہو جائے گا' رے وہ ہو جائے گا' رے یہ کیا کیا' رے یہ نہ کرو' رے میری بات سُنو۔۔۔ میں انسان ہوں کہ مشین۔۔۔"

سکندر اس کے پاس آیا اس کے غصے پر وہ حیران ہوا اور ہنسی بھی آئی۔۔

"ایک چاٹ کی وجہ سے تم رو رہی ہو اور مجھ سے لڑ رہی ہو! مجھے اب اس سے جیلسی ہو رہی ہے"۔

اس نے اپنی مسکراہٹ دبا کر رمشا کے گال تھامنا چاہے کہ رمشا نے اس کا ہاتھ جھٹکا۔

"جائے آگ لگا دیں تاکہ آپ کو سکون مل جائے۔۔ سارا موڈ خراب کر دیتے ہیں۔۔۔"

اس نے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے صوفے میں جا کر بیٹھی۔

"بابا میرا ہر کہنا مانتے تھے اور آپ! آپ بس فکر کے چکروں میں مجھے پہ حکم چلاتے ہیں۔"

سکندر نے اسے سر تا پا دیکھا۔ وہ اسے آج واقعی ٹھیک نہیں لگی۔

"آج تمھاری طبیعت مجھے صحیح نہیں لگ رہی۔۔۔"

رمشا نے اسے غصے سے دیکھا۔

"تو اتنے سکون سے کیوں کھڑے ہیں جائے کسی کو دو چار گھونسے مار آئے۔۔ تھوڑا سا چیخ لیں' سارا گھر ہلا ڈالیں۔ ایسے میں بالکل ٹھیک ہو جاوں گی۔۔۔"

"یااللہ آج محترمہ واقعی کچا چبا جائے گی۔۔۔چاٹ کھانا ہے نا میں بناؤں گا۔۔۔بس مجھے ایک گھنٹہ دے دو اتنا صبر کر سکتی ہو۔" سکندر اس کے پاس آیا گھٹنے کے بل جھک کر اس کا ہاتھ پکڑ کر پیار سے کہتے ہوئے اسے دیکھا۔جو ایک دم اپنی آنکھیں گھماتے ہوئے اپنا ہاتھ چھڑوا چکی تھیں۔

"کیوں مذاق کر رہے ہیں۔ داو دور ہنے دیں میں بھی خامخواہ اوورری ایکٹ کر رہی ہوں۔۔۔"وہ آہستگی سے کہتے ہوئے سکندر کو بے تحاشا پیاری لگی اس کے ہاتھ چوم کر بولا۔

"نہیں! تمھارا حق ہے کہ مجھ سے فرمائش کرو تمھیں جو چاہیے مجھ سے کہو کسی کو کہنے کی ضرورت نہیں ہے کوئی تمھارے لئے بہتر نہیں سوچ سکتا جتنا کہ میں۔۔"

"اور ایسا کیوں؟"

"کیونکہ اس دُنیا میں سب سے قیمتی شے میرے پاس تمھارے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ تمھیں کھو دیا تو کیا بچے گا میرے پاس۔۔۔"

اس کے لہجے کی شدت کو محسوس کرتے ہوئے رمشا کا چہرہ ایک دم سُرخ ہو گیا۔

"آپ نے جو کیا اس کے لئے میں بالکل نہیں معاف کروں گی۔۔۔چاہے آپ جتنا مجھے منا لے۔۔۔" سکندر کے چہرے پہ دل شکن مسکراہٹ پھیلی۔

"جب تم مجھے چیلنج دیتی ہوں تو مجھے بہت مزا آتا ہے۔۔اب تو میں یونہی گیا اور یونہی آیا۔"

اس کے ماتھے پہ پیار کر کر وہ کچن کی طرف بڑھا ساتھ میں دروازہ بند کرنا نہیں بھولا وہ۔۔رمشا ایک دم آنکھیں پھیلائے اسے جاتا ہوا دیکھنے لگی پھر اس نے کندھے اچکا کر لیپ ٹاپ اُٹھایا۔

••••••••••••••••••••••••••

"میرے قریب بھی آیا نا آپ تو میں اپنے ماما کو بتا دوں گی۔۔۔"

اس نے کشن حداد کے منہ پہ پھینکتے ہوئے تیزی سے ٹیرس کی طرف گئی۔حداد اس کے پیچھے آیا۔

"ماما کو بعد میں بتانا پہلے یہ جو صبح سے تم ہمارے سر پہ سوار ہوئی وی ہو۔۔یہ چک چک تو بند کروں میں۔۔"اس نے تیزی سے کہتے ہوئے بخت کو پکڑنا چاہا بخت اور دوسری طرف ہوئی۔

"میں چیخ پڑوں گی ڈاکڑ اور پھر میں نے جورو کر آپ کا حنان ماما سے حشر کروانا ہے۔۔آپ ساری زندگی یاد کرتے ہوئے رہ جائے گے۔"

وہ کمرے کے اندر گھس کر باہر کی طرف جانے لگی' اسی وقت حداد نے اس کا بازو پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔اس کا سر زور سے حداد کے سینے سے ٹکرایا۔اس کا تو سر ہی گھوم گیا۔بیچاری ایسی بے ہوش ہو جاتی بنا ٹیکے کے اگر بر وقت حداد اسے نہ سنبھالتا۔اس سے پہلے بخت اس سے الگ ہوتی حداد نے اس کا بازو اُٹھا کر اپنا کام کرنا چاہا۔بختاور نے اس کے بازو پہ ناخن زور سے رکھے۔ آج کل ویسے ہی اس کے ناخن بڑے ہوئے تھے۔حداد سی کرتے ہوئے ایک دم پیچھے ہوا۔

"بختاور عالم اب میں تمھاری گردن توڑ دوں گا۔"

اس نے بازو کو دیکھا تو ناخن کے نیشان کے ساتھ ساتھ ان میں خون بھی نکلنے لگا تھا۔آج تو تصدیق ہو گیا بختاور چڑیل ہے۔

وہ اس کے پیچھے گیا۔اس نے دیکھا بختاور سیڑھیوں سے تیزی سے اُترتی درینہ کو پکارنی لگی۔

"اس میں پتا نہیں میں نے کیا دیکھا تھا۔"

وہ خود سے بڑبڑاتے ہوئے لمبے لمبے ڈگ بھرتا اس کو پکڑنے لگا مگر وہ ہاتھ آ نہیں رہی تھی۔اسے بخار نہیں تھا؟

بختاور ایک دم بھاگتے ہوئے سامنے سے آتے حنان کے ساتھ ٹکرائی۔

"ایزی ایزی!! یہ کیا تم بھاگ رہی ہو۔۔"

حنان نے اسے پکڑ کر حیرت سے ہانپتی ہوئی بخت کو پھر پیچھے آتے حداد کو دیکھا۔

"ماموں۔۔۔ماموں یہ جن' یہ بھوت مجھے انجیکشن لگانے لگے تھے۔۔"

وہ حنان کے ساتھ لگی' پیچھے کھڑے غصے سے مٹھیاں بھینچتے ہوئے حداد کو دیکھ کر حنان سے کہنے لگی۔

"انجیکشن؟ کیوں حداد بھائی؟ زیادہ طبیعت خراب ہے میری بیٹی کی۔۔۔"

"نہ کھانا کھا رہی ہے یہ' بس خوامخواہ نخرے کیے جا رہی ہے۔ صبح سے میرا اور درینہ کا دماغ خراب کیا ہوا ہے اس نے۔ میں نے کہا اگر کھانے کا دل نہیں کر رہا تو انجیکشن لگوا لو اور دیکھو کیا حشر کیا اس نے۔"

اس نے اپنے بازو دکھایا۔ حنان کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ اس نے بختاور کو دیکھا جو کچھ کہنے والی تھی کہ حنان نے اسے آنکھیں دکھائیں۔

"بلاؤں میں شیرو کو؟ اور وہ بہت بُرا حشر کرے گا۔۔۔"

"ماما میری بات سُنئے یہ۔۔۔" بختاور نے کچھ کہنا چاہا کہ حنان نے بازو پھیلا کر اسے صوفے پہ بیٹھا کر کہا۔

"خاموش بختاور یہ جو تم نے حداد بھائی کے ساتھ کیا بہت بُرا کیا ہے۔۔ اب دو اپنا بازو یہ پیپر دینا ہے کہ نہیں؟"

"لیکن ماما ایسے زبردستی کون کرتا ہے۔۔۔ بندہ مریض کو ریلیکس کرتا ہے یہ ایسے پیچھے پڑے کہ جیسے شیر اپنے شکاری پہ حملہ کرتا ہے۔"

"حنان میں تمھاری وجہ سے برداشت کرتا رہا اب میری برداشت ختم ہو گئی۔" حداد تیزی سے کہتا جانے لگا کہ حنان نے انھیں روکا مگر حداد رُکا ہی نہیں۔

"یہ کیا کیا بختاور تم نے۔۔۔"

بختاور نے لب دبا کر حداد کو جاتے ہوئے دیکھنے لگی۔ وہ فکر ہی کر رہے تھے مگر انھیں پتا ہونا چاہیے کہ مجھے ڈر لگتا ہے۔۔۔

بختاور یہ بھی تو دیکھو وہ اپنا سب سے بڑا ڈر کو پیچھے چھوڑ کر تمھاری تیمارداری میں لگے ہوئے تھے ---

وہ اُٹھی اور اوپر کی طرف جانے لگی۔

"اب تم کہاں جا رہی ہو؟" حنان نے اسے دیکھا جو خاموشی سے سائڈ سے گزر کر اوپر کی طرف جاتے ہوئے بولی۔

"ماما میں زرا آئی۔"

•••••••••••••••••••••••••

"سکندر دروازے کھولیں!! سکندر کر کیا رہے ہیں مجھے ابھی کچھ پھٹنے کی آواز آئی تھی۔"

رمشا نے دروازے پہ دستک دیتے ہوئے پریشانی سے سکندر سے کہا۔ جو پتا نہیں کن چکروں میں پڑا ہوا تھا۔

"اب تو دل بھی اُٹھ گیا ہے داود!! یا اللہ یہ آدمی۔۔۔"

"سکندر دروازہ کھولیں۔۔۔" کچن کے دروازے پہ دستک دیتے ہوئے اس کے ہاتھ دُکھ گئے مگر سکندر دروازہ کھولنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔ جب وہ کچن کے چابی کے لئے سکندر کے آفس کی طرف بڑھنے لگی' اسی وقت سکندر نے دروازہ کھولا۔ رمشا نے مڑ کر دیکھا۔ پہلے سکندر کو پھر پیچھے چمکتے ہوئے کچن کو دیکھا۔ کچن تو صاف ہو چکا تھا مگر سکندر کی حالت بگڑ چکی تھی۔ رمشا کو تو بولنے کے لئے کوئی لفظ نہیں مل رہے تھے۔

"فائینلی تمھیں میرے ہاتھ کا یہ سپیشل ڈِش اتنا اچھا لگے گا تم ساری چیزیں بھول جاو گی۔۔۔ ساری تمھیں ویٹ کروایا۔۔"

سکندر اسے لے کر صوفے کی طرف لے کر گیا۔ رمشا نے خاموشی سے اسے دیکھا۔۔

"کھاؤ گی؟ یا میں تمھیں کھلاؤں۔۔۔" سکندر نے اس سے پوچھا لیکن رمشا کو چُپ اور اس کے ہاتھوں کی گھورتے ہوئے دیکھ کر وہ بھی اپنے ہاتھوں کو دیکھنے پہ مجبور ہو گیا۔ اس کی انگلی میں دو بار کاٹ لگا تھا۔ اور سموسہ بناتے ہوئے اس کے ہاتھ جل گئے تھے۔

"یار یہ بس ہو گیا میرے لئے بڑی چھوٹی۔۔۔۔۔۔"

اس نے دیکھا رمشا کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

"رے یار میں نے بڑی بڑی گولیاں کھائی ہیں یہ تو بس ہاتھ جلے ہیں۔۔۔"

رمشا نے پلیٹ اُٹھا کر سامنے ٹیبل پہ رکھی اور سکندر کے ساتھ لگی رونا شروع کر دیا۔ آج تو رمشا کچھ زیادہ ہی اموشینل ہو گئی تھی۔

"آپ بہت بُرے ہیں سکندر۔۔۔"

وہ روتے ہوئے بے اختیار سکندر سے بولی۔ سکندر نے اپنے جلے ہوئے ہاتھ اُٹھا کر اس کے سر پہ رکھا۔۔

"کیوں؟ اب بھی میں بُرا۔۔۔"

"آپ مجھے بگاڑ رہے ہیں۔۔۔ آپ اتنا پیار کیوں کرتے ہیں مجھ سے۔"

سکندر ہنسا پھر اس کا سر تھپکا۔

"سلی گرل یہ میرا فرض ہے۔۔۔ اس میں بگاڑنے کی بات کہاں سے آ گئی۔"

رمشا اس سے الگ ہوئی اور اس کے جلے ہوئے ہاتھ اُٹھا کر اسے اپنے ہونٹوں سے چھوا۔

"آج تو واقعی چیک کروانا پڑے گا ڈاکٹر سے محترمہ مجھے ہلی ہوئی لگ رہی ہے۔ اتنا پیار وہ بھی مجھ پر۔" رمشا نے نم آنکھوں سے اس کے مسکراہٹ دباتے چہرے کو دیکھا۔

"اب ایسے مت دیکھو جاوید آنے لگا ہے اور میرا کنٹرول ختم ہو جائے گا۔۔۔"

"جاوید بھائی سے یاد آیا فاروق کو چھوڑ آئے وہ؟"

سکندر کا چہرہ اب ایسے ہو گیا کہ جیسے اس نے بریانی کے بیچ میں الائچی کھالی ہو۔

"موڈ اتنے خشگوار کرنے کے بعد تم صحیح بگاڑتی ہو۔۔۔ ہاں چھوڑ آیا وہ اسے۔۔ اب خوش۔۔۔"

رمشا مسکرا کر اس کے ڈمپل کو چھوتے ہوئے مسکرا کر چمکتی آنکھوں سے اسے دیکھتے ہوئے بولی۔

"بہت خوش۔۔۔ تھینک یو سکندر۔۔۔"

سکندر کو بس رے کی یہی ادا ٹھنڈے ہو جانے پہ مجبور کر دیتی تھی۔ بس دل میں ایک ڈر سا تھا ۔۔۔ کیا وہ رے کو ہمیشہ خوش کرنے لئے موجود ہو گا کہ نہیں۔۔۔

••••••••••••••••••••••••••••••

"امی آپ نے مجھے کیوں بلایا تھا۔۔۔سب خیریت ہے نا۔۔"

حداد ان کے سامنے بیٹھا۔۔۔جو بیڈ پہ لیٹی کافی کمزور دکھائی دے رہی تھی۔

"اِدھر آو میری جان۔۔۔کب سے تمھارا انتظار کر رہی تھی۔۔۔اس بوڑھی جان کو اکیلے مت چھوڑ کر جانا اب۔۔۔"

وہ تو بالکل رونے والی ہو گئی۔۔حداد کی حالت دیکھ کر ان کا دل مزید بیٹھ گیا تھا۔حداد نے اپنی بھابی اور بہن کو دیکھا پھر پریشانی سے ماں کے قریب آیا۔

"یہ آپ سب لوگوں نے ایک ہی وقت میں مجھے پریشان کرنے کا ٹھیکہ اُٹھایا ہے۔۔کیا ہوا ہے آپ کو۔۔"

اس نے ماں کا ہاتھ پکڑا۔رمشا کی امی کے چہرے پہ مسکراہٹ فوراً پھیلی جسے انھوں نے تیزی سے چھپایا۔

"ہاں میری جان بس اپنی آخری خواہش بتانی تھی۔۔۔تو اپنی اس بیمار ماں کی خواہش پوری کرو گے۔۔"

"امی کیسی باتیں کر رہی ہیں آپ۔بھابی امی کا چیک اپ کروایا؟۔۔۔ہارٹ بیٹ تو ٹھیک ہی چل رہی ہے ان کی۔۔"

اس نے بولتے ہوے انھیں ساتھ ساتھ چیک کیا۔اب تو وہ زرا گھبرا گئی۔یہ کیسے بھول گئی تھی کہ ان کا بیٹے کے ساتھ ساتھ ایک ہونہار ڈاکٹر بھی رہ چکا ہے۔

"اُف!!"

وہ کہرائی۔۔

"امی!! سنبھالیں خود کو۔"

آپی دوسری طرف آئی اور امی کا ہاتھ پکڑا۔

"پانی دوں امی؟" درینہ کی امی تیزی سے بولی۔

"حداد امی کی بات سُن لو صبح سے پریشان ہیں۔۔ بار بار تمھارا نام لے رہی تھی کہتی ہیں حداد ناراض ہے۔۔ حداد ناراض ہے۔"

"کیوں گناہگار کر رہی ہیں مجھے امی۔۔ میں بھلا کیوں ناراض ہو گا۔۔۔"

"تو مان جاؤ نا میری بات تب میرے دل کو تسلی ہو گی کہ تو ابھی بھی مجھ سے پیار کرتا ہے۔۔۔"

"آپ حکم کریں۔۔ کیوں سب مجھے غیروں کی طرح ٹریٹ کر رہے ہیں۔"اس نے ماں کے ہاتھ رگڑے جو اسے زرا ٹھنڈے محسوس ہوے۔

"تو پھر بس شادی کے لئے ہاں کہہ دو۔۔ اپنا گھر بساؤ یہ امی کی خواہش ہے۔۔ حداد امی کو بالکل پریشان نہیں کرنا۔"

اب تو حداد کے چلتے ہاتھ بالکل ساکت ہو گئے۔

"بولو نا میرا بچہ کرے گا نا شادی۔۔"

حداد کو سمجھ نہیں آئی۔ اس اچانک سی بات پہ وہ آخر کیا ردعمل دکھاتا۔

"اُف اتنی ٹھیک اب کتنی پیاری لگ رہی ہے ہماری بخت۔۔۔ دیکھا چاچو کے انجیکشن سے کیسے ٹھیک ہو گئی۔۔"

بخت نے انھیں ناراض نظروں سے دیکھا پھر بریڈ اور پاستا کھاتے ہوے بولی۔

"اتنا درد ہوا تھا کہ ساری رات روتی رہی میں۔۔۔ یہ سب آپ اور ہانی ماما کی وجہ سے ہوا ہے۔۔۔ میرے ماما کو پتا چل جاتا نا تو آپ سب کا حشر کر ڈالتے وہ تو کسی ڈاکٹر پہ بھروسہ نہیں کرتے تھے اور یہاں پہ آپ نے کس سے مجھے ٹیکہ لگوا دیا۔

"ہو ہائے میرے چاچو سب سے بہترین ڈاکٹر تھے۔ ان کا تو کسی سے کوئی مقابلہ نہیں تھا۔ ایک منٹ میں مریض کو ٹھیک کر دیتے تھے۔۔ اُف بخت جوان کے قصے تم سُنو تو تمھیں ان کی ادا پہ پیار آجائے۔ اتنے پیار سے بچوں اور بوڑھوں کو ٹریٹ کرتے تھے دیکھ کر آنکھوں میں پانی آجاتا تھا

۔ان کی وڈیو ہے ہمارے پاس مگر گھر پہ پڑی ہے۔۔ تمھیں ضرور دکھاؤں گی۔۔۔چاچو کو کچھ اپریشن کروانے والی بھی وڈیو تھی۔۔۔بہت زیادہ ہینڈسم تھے۔۔۔بس اب امی اور داود نے جو پلان کیا ہو وہ ٹھیک ہی جائے۔"

بختاور کے ہاتھ کانٹے پہ ٹھہر گئے اس نے درینہ کو دیکھا جو مزے سے پاستا کھاتی' چینل چینج کرتے ہوے کافی پرجوش دکھائی دے رہی تھی۔

"کونسا پلان؟"

بختاور کا دل پتا نہیں کیوں یہ بات پوچھتے ہوے کانپ گیا تھا۔

"ارے بتایا تھا نا آج چاچو کو منہ سے ہاں کہلاوائے گے۔۔۔"

"کس چیز کی ہاں۔۔۔"

بختاور کے ہاتھ بھی کانپنے لگے۔اس کو پتا نہیں کیوں ٹھنڈے پسینے چھوٹ گئے۔سکندر کی بچی کا دل زندگی میں پہلی دفعہ ٹوٹنے لگا تھا۔۔

"شرینہ سے شادی کے لیے چاچو کو ہاں کہلاوائے گے۔"

اب بختاور کو اپنی سانس رُکتی ہوئی محسوس ہوئی۔

"اور دیکھ لینا چاچو ہاں کہہ کر ہی رہے گے۔۔داود نے اتنی زبردست ایکٹنگ کرنی ہے کہ نہ کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔۔"

بختاور نے پلیٹ پہ اپنی گرفت سخت کرلی۔۔۔اسے ڈر تھا کہ پلیٹ اس کے ہاتھ سے پھسل جائے گی ۔وہ مضنوعی مسکرا کر بولنا چاہتی تھی۔' یہ تو اچھی بات ہے' مگر پھر دل نے اسی وقت رونا شروع کر دینا تھا کہ کیا کر رہی ہو۔۔۔ تمھاری بے صلاح محبت خاموشی سے دم توڑ کر گئی۔۔اور تم کہہ رہی ہو سب ٹھیک ہے۔

وہ بختاور کا نام لینا چاہتا تھا۔شرینہ کا نام سُنے کے بعد فوراً انکار کر کے بختاور کا نام لینا چاہتا تھا لیکن بختاور سے جڑے رشتے نے اس کی زبان پہ تالے لگا دیے تھے۔رمشا کی تکلیف سے بھری کہراہت'

اس کا رونا' اس کا ماں باپ کو پکارنا' اس کا حداد کو اُمید بھری تحفظ سے ماموں کہنا۔۔۔اس کے بعد اس کا اغوا ہو جانا۔۔پتا نہیں اس وقت رمشا کا خیال بڑی شدت سے آیا۔اسے بخت اور رمشا میں سے کسی کو چُننا تھا۔وہ رمشا کے ساتھ پہلے بھی زیادتی کر چکا تھا۔اس کی آواز اس سے چھین چکا تھا۔گھر میں ہوتے ہوئے بھی اس کی حفاظت نہیں کر سکا تھا۔کوئی اسے اُٹھا کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اپنے ساتھ لے گیا تھا۔۔نہیں اسے اس لڑکی کا دل توڑنا تھا۔۔یہ ضروری تھا۔۔وہ یہ نہیں کر سکتا تھا۔اسے سکندر حدید کو اسی کی دوا کا مزہ چکھانا تھا۔اسے بتانا تھا وہ جس تکلیف سے گزرا ہے وہ بھی گزر کر دکھائے تب اسے پتا چلے کہ اصلی اذیت کیا ہوتی ہے۔

"ٹھیک ہے امی آپ جیسا کہے گے میں ویسا کروں گا۔"

بس خاموش محبت چھپ کر کمرے میں بیٹھ کر بنا آواز کے رونے لگی۔۔سارے لوگ خوشیوں سے جھوم رہے تھے' حیرت سے حداد کا گلے لگانے لگے۔' درینہ فون پہ خبر سُن کر تقریباً خوشی سے لڈی ڈالنے لگی۔۔جبکہ بخت اور حداد خاموش تھے۔۔بلکہ سب سے زیادہ تو بختاور اندر سے ٹوٹ گئی تھی۔

"بخت دیکھا تم نے چاچو نے ہاں کہہ دی۔۔میرے چاچو کی شادی ہونے لگی ہے۔۔شرینہ کو اس کا پیار ملنے لگا ہے۔۔"

بختاور کی ٹھوڑی کانپنے لگی۔اسے ماما کی باہوں میں چھپنا تھا۔۔وہ اس وقت پانچ سال کی ڈری سہمی بچی لگ رہی تھی۔یہ دُنیا بہت بے رحم نکلی۔اس کی خوشیوں کا جنازہ نکلنے لگا تھا اور وہ خوشی سے ناچ رہے تھے۔کسی کی پرواہ کیے بغیر ہنس رہے تھے۔۔یہ کیوں ہنس رہے تھے۔بعد میں اس کی آپی بھی خوش ہو گی اس کی آپی کو دیکھ کر ماما بھی خوش ہو گے جبکہ اس کی غم میں کوئی شریک نہیں ہو گا۔۔حداد بھی نہیں۔۔۔اگر وہ اسے چاہتا تو ہاں نہ کرتا۔۔۔اس نے ہاں کیوں کی۔۔آنسو نکلنے کے لئے بیتاب تھے۔۔۔مگر وہ انھیں روکے تیزی سے اُٹھ کر اوپر چلی گئی جب درینہ شرینہ کو کال کرنے گئی۔

••••••••••••••••••

دروازے پہ پڑتی دستک پہ حداد جو کتاب میں گُم ہوا تھا ایک دم چونک اُٹھا۔دوپہر کا وقت تھا۔ درینہ امی کی طرف گئی ہوئی تھی ان سے ملنے۔حنان اپنے کام پر اور بخت۔۔بخت کی تو شکل ہی اس نے نہیں دیکھی۔۔اسے تھوڑا سا عجیب لگا مگر وہ بھی اس بار نہیں گیا اس کے پاس۔پورا ایک دن ہو گیا تھا اس کو امی کے پاس سے آئے ہوئے اور پورے ایک دن اس نے بخت کو نہیں دیکھا ۔۔وہ تو جیسے اس گھر میں ہو کر بھی موجود نہیں تھی۔سب کو لگا وہ ٹھیک نہیں ہو گی مگر حداد جانتا تھا کہ اس ٹھیک نہ ہونے کی وجہ کیا ہے۔اب پرواہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں تھی۔وہ اس کی کچھ نہیں لگتی تھی۔ابھی وہ اپنے کمرے میں موجود کوئی کتاب پڑھ رہا تھا کہ دروازے پہ پڑتی زوردار دستک پہ چونک پڑا۔

وہ اُٹھ کر آیا اس نے دروازہ کھولا اور حیرت سے آنکھیں پھیل گئی۔بختاور کھڑی' سُرخ آنکھوں سے اسے دُکھ اور غصے بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

حداد اس سے پہلے کچھ بولتا کہ بختاور نے ہاتھ اُٹھا کر اسے کچھ بھی بولنے سے پہلے روکا۔۔پھر گہرا سانس لیتے ہوئے اس کی آنکھوں میں دیکھتے اس نے کہا۔

"کیوں؟"اس کے لہجے میں اتنا درد تھا کہ حداد کے دل کو کچھ ہوا۔۔یہ کیا کر دیا اس نے۔۔اسے لگا بس اُنسیت تک کامیاب ہو گا لیکن یہ بات تو بہت آگے تک پہنچ گئی تھی۔

"کیوں؟"

وہ پھر سے بولی۔۔

"کیوں آپ میری زندگی میں آئے بولیے حداد عظیم کیوں؟"

"تم۔۔۔۔"

حداد نے بولنا چاہا کہ بختاور نے اسے دھکا دیا۔

"میں نے آپ کا کیا بگاڑا تھا۔۔۔بتائیں۔۔ایسی کونسی زیادتی کی تھی جو آپ نے مجھ سے اتنا بڑا بدلہ لیا۔"

"کونسا بدلہ؟تم کس بدلے کی بات کر رہی ہو؟"

حداد نے ناگواری سے کہتے ہوئے پیچھے ہوا۔

"واو"

بختاور نے تالی بجائی۔دکھ سے وہ اس شخص کو دیکھنے لگی۔۔۔جس سے وہ بد قسمتی سے محبت کر بیٹھی تھی۔

"اتنا بڑا حادثہ کروا کر کہتے ہیں کونسا بدلہ ' میں نے کیا کیا؟واہ حداد عظیم سلوٹ کرتی ہوں آپ کو۔۔۔"

اس نے باقائدہ سلوٹ کیا۔حداد کو اس کا دماغی توازن ٹھیک نہیں لگا۔

"تم جا کر آرام کرو لگتا ہے بخار ابھی بھی دماغ میں چڑھا ہے۔"

وہ کہتے ہوئے اپنے چیر کی طرف جانے لگا کہ بخت نے اس کا بازو پکڑ لیا۔

"مت شادی کریں اس سے پلیز۔۔۔آپ تو کسی سے پیار نہیں کرتے تھے۔۔۔آپ نے اس دن بھی کہا کہ میں شادی کے لئے نہیں بنا تو پھر کیوں اب۔۔۔۔"

اسے سمجھ نہیں آئی کہ وہ حداد سے کیا بولتی۔۔۔اسے خود سمجھ میں نہیں آئی وہ کیا کر رہی تھی۔۔وہ اس وقت سکندر کی بھانجی نہیں تھی۔۔۔اگر سکندر کی بھانجی ہوتی تو کبھی مر کر ایک شخص کے سامنے اپنی بے بسی نہ بتاتی۔حداد نے اپنا بازو چھڑوایا۔۔

"پاگل تو نہیں ہو گئی۔۔۔ہوش میں ہو تم!!!

وہ سخت لہجے میں بخت کو دیکھنے لگا جو بالکل ٹوٹی ہوئی گڑیا کی طرح لگ رہی تھی۔

"پلیز حداد آپ ان سے شادی مت کریں۔ وہ آپ سے اتنی محبت نہیں کرتی جتنی میں کرتی ہوں۔ شرینہ باجی کے فیمیلی تک نے آپ کی محرومی کا مذاق اُڑایا' آپ کی انسلٹ کی۔ آپ کیسے ہاں کر سکتے ہیں۔"

"میری مرضی میں جسے ہاں کروں تمھارا کنسرن نہیں ہے اور رہی بات محبت کی لٹل گرل پہلے صحیح سے بڑی تو ہو جاو محبت کے معنی بھی نہیں پتا اور محبت کرنے چلی ہو!!!! عمر دیکھی ہے اپنی!!! یہ کوئی ڈیزنی ورلڈ نہیں ہے!!! اپنی سٹوپڈ کرش کو محبت کا نام دے کر میرے سر پہ مسلط مت ہو!! جاو یہاں سے۔" حداد اسے دھکا دیتے ہوئے مڑ گیا۔ تکلیف سے اس نے اپنی آنکھیں بند کی۔

یہ کیا کر دیا اس نے۔ بختاور غصے سے دوبارہ اس کے سامنے آئی۔

"مجھے کمزور اور بزدل لڑکی مت سمجھیں!!! اور میری محبت کو کرش کا نام مت دیں!!! آپ جیسے سخت دل شخص کو محبت اور عزت کا مطلب نہیں پتا نا اس لئے آپ ایسی بات کریں گے۔ حداد میں آپ سے چھوٹی بہت ہوں مگر میں بچی نہیں ہوں۔ مجھے پتا ہے کون میرے لئے صحیح ہے کون میرے لیے غلط اور آپ میرے لئے پرفیکٹ ہیں۔ مجھے آپ سے خوشی ملتی ہے' مجھے آپ سے تحفظ بھرا احساس ملتا ہے۔ بنا کسی غرض کے میرے ماما مجھے چاہتے آئے ہیں' میری حفاظت کرتے رہیں ہیں۔ توجہ اور عزت میں انھوں نے کوتاہی نہیں آنے دی۔ وہی چیز میں نے آپ میں پائی آپ میرے کچھ نہیں لگتے مگر ان ہفتوں میں میرے سب کچھ بن گئے۔ آپ ماما کے بعد وہ پہلے شخص ہیں جو بنا کسی غرض کے میرا خیال رکھتے رہے!!! پلیز ڈونٹ ڈو دس ٹو می۔۔۔ ڈونٹ بریک مائی ہارٹ۔"

وہ ہاتھ جوڑ کر اسے روتے ہوئے بولی۔ حداد اسے دیکھتا رہا پھر ایک دم ہنسا۔ بختاور کو اس کی ہنسی عجیب لگی۔

"تم کچھ بھی کرنے کو تیار ہو؟"

"میں آپ کے لئے سب کچھ کرنے کو تیار ہوں۔ پلیز شرینہ باجی سے شادی مت کریں۔" وہ اب اس کی بات پہ قہقہ لگا کر ہنسنے لگا۔ بختاور ایک دم خاموش ہو گئی۔ اب اسے حداد کا انداز اچھا نہیں لگا۔ وہ اس کی بے بسی کا فائدہ تو نہیں اُٹھائے گا۔

"سکندر حدید کی بھانجی اپنی محبت کی بھیگ مانگ رہی ہے مجھ سے۔ واو اتنا ٹائیم نہیں لگا مجھے اس مشن میں کامیاب ہونے میں۔ بلا آخر سکندر کی کمزوری میری مٹھی میں آگئی۔"

بختاور کو ایک دم جھٹکا لگا وہ دہل کر اس سے پیچھے ہوئی۔ حداد کے چہرے کے تاثرات بدل گئے۔

"کیا ہوا لٹل گرل میں تو اب تمھارا بنے کے لئے تیار ہوں۔ گھبرانے کے بجائے تو تمھیں خوش ہونا چاہیے۔ او سوری مجھے آپ کے ماما کا نام کیسے پتا لگا؟ ہیں نا؟"

وہ اس کے قریب آیا تو بختاور مزید پیچھے ہوئی۔

"ارے میں سچ میں تم سے شادی کروں گا' تمھیں محبت دوں گا' جو تم کہو گی مگر ایک کام کرو گی نا۔۔۔ تمھیں سکندر حدید اپنے پیارے سے ماما کا غرور توڑنا ہو گا۔ اسے ذلیل کر کے میرے پاس آنا ہو گا۔ اسے میرے پیروں میں گرا کر بھیگ منگوانی ہو گی کرو گی نا یہ۔"

بختاور کا دل لگا کسی نے مٹھی میں لے لیا۔ ماما کی تذلیل؟ کیا وہ یہ کر پائی گی۔

"بولو نا بخت سکندر حدید کا غرور توڑ کر میرے پاس آو گی؟"

قربونت برم

ثمرین شاہ۔

"تم نے بخت بی بی کی بات کیوں نہیں سُنی؟"

تیرہ سالا بختاور جو جاوید کو بلا رہی تھی۔ وہ اپنے دھیان میں نہ سُن سکا تو سکندر نے دیکھا تو اس کا گیربان پکڑتے ہوئے بخت کے سامنے لاتے ہوئے غصے سے کہا۔

"ماما نو!! بُری بات۔"

بختاور نے سکندر کو غصے سے دیکھا۔

"سس سوری سر۔۔۔مجھے دھیان نہیں تھا۔۔ سوری بخت۔۔"

"بی بی کہو اسے یہ میری بیٹی ہے!! اسی اتنی عزت ملنی چاہیے جتنی تم لوگ مجھے دیتے ہو ۔۔۔ شہزادی ہے اس گھر کی۔"

اور کیا یہ شہزادی دوسرے آدمی کے لئے اپنے ماما کو رسوا کر سکتی ہے۔

"بتاو نا بخت یہ کام۔۔۔۔۔"

حداد نے یہ بات ایک بار پھر جھک کر دہرائی۔بخت نے آو دیکھا نہ تاؤ۔ کھینچ کر حداد کو تھپڑ دے مارا۔وہ خود ایک لمحے کے لئے شاکڈ ہو گئی جھٹکا تو حداد کو بھی لگا تھا۔

"ماں ہے وہ میری!!!!! باپ ہے وہ میرا!!!!! وہ شخص میرے لئے والدین سے بھی بڑھ کر ہے اور تم کہہ رہے ہو کہ میں اس کی تذلیل کر کے تمھارے پاس آجاوں۔اپنے فرشتے نما ماما کو چھوڑ کر تمھارے پاس آوں۔"

وہ اسے دھکے دیتے ہوے چیخ کر بولی۔حداد گال پہ ہاتھ رکھے اسے دیکھتا رہ گیا۔

"کچھ بھی کرنے کا مطلب یہ نہیں تھا کہ میں تمھارے لئے گری ہوئی لڑکی بن جاوں۔۔۔مجھے لگا آپ مجھے ایک بد تمیز لڑکی سمجھتے ہیں۔آپ کے لئے اپنی ساری شوخیاں' ساری شرارتے چھوڑ دوں گی ایک سپویلٹ براٹ سے سمجھدار اور تمیز دار لڑکی بن جاوں گی مگر آپ نے تو میری محبت کو مذاق سمجھ لیا میری محبت کو گالی بنا دیا۔"

اس کے آنسو بہہ رہے تھے مگر آنکھیں شعلے بھڑکا رہی تھیں۔

"ماما کی تذلیل؟اس آدمی نے اپنی ساری دُنیا میرے نام کر دی۔ایک یتیم بچی کے سر پہ ہاتھ رکھ کر اسے اپنی اولاد سمجھا۔۔۔میری ہر جائزنہ جائز بات ماتھے پہ بنا شکن لائے پوری کی۔مجھے عزت دی اور لوگوں سے میری عزت کروائی۔۔۔آپ صحیح کہتے ہیں میں واقعی اپنے آپ کو پرنسس سمجھنے لگی تھی کیونکہ میرے ماما نے مجھے شہزادیوں کی طرح رکھا تھا۔"

وہ لاجواب ہو کر اسے سُنتا جا رہا تھا وہ تو اپنے ماما سے محبت نہیں بلکہ عشق کرتی تھی۔

"میں اپنی ہر بات ان سے شیر کرتی آئی ہوں وہ ایک دوست کی طرح بنا جج کئے میری سُنتے تھے اور مجھے مشورہ دیتے تھے۔ وہ بھائیوں کی طرح میری رکھوالی کرتے تھے' میرے سے اونچی آواز میں بات کرنے والے بندے کو چیر کے رکھ دیتے تھے۔ اگر میں کبھی دوستوں کے گھر جاتی تھی تو ماوں کی طرح رات تک میرے انتظار میں جاگتے رہتے تھے۔ مجھے اپنے ہاتھوں سے کھانا کھلاتے تھے پہلے مجھے کھلاتے تھے بعد میں خود کھاتے تھے۔۔۔ اسے کروں تذلیل ؟ اسے!! جو میرا سب کچھ ہے ۔۔۔"

"اور کیا گارنٹی ہے اس بات کی کہ آپ مجھے اس شخص سے زیادہ پیار کریں گے' مجھے زیادہ عزت دیں گے۔ جو شخص ابھی سے میری تذلیل کر رہا ہے۔ ابھی سے میرے منہ پہ تھپڑ مار چکا ہے۔ میری محبت کو گھٹیا قرار دے دیا ہے وہ کرے گا بعد میں مجھ سے محبت۔" اس کی آنکھوں میں نفرت ہی نفرت تھی لہجے میں زہر ہی زہر تھا۔

"میں مر جاوں گی!!! اپنا سر کٹوالوں گی مگر سکندر حدید کی تذلیل نہیں ہونے دوں گی۔ میں اپنی ماں کو رسوا نہیں کروں گی۔۔۔ وہ بھی تم جیسے آدمی کے لیے۔۔۔"

اس نے انگلی اُٹھا کر بنا لحاظ کیے سخت اور کٹیلے لہجے میں چُپ کھڑے حداد کو کہا۔

"اتنی نفرت مجھے اپنے آپ سے کبھی نہیں ہوئی جتنی آپ نے مجھے ابھی اپنے آپ سے کروادی۔ اب اپنے آپ کو نظریں ملا کر بھی نہیں دیکھ سکوں گی۔۔۔ تمھارے لئے اپنی ماں سے ناراض ہو گئی تھی ۔۔۔ وہ ماں جس نے مجھے ہر تکلیف ہر غم سے بچایا۔۔۔ میری بہتری کے لئے' اپنی نظروں کے سامنے وہ اپنی میڈ مین سے میری شادی کروانے کا سوچ رہے تھے۔۔ میں پاگل ان کو اپنا دشمن سمجھنے لگی۔۔۔ اپنی ماں کو دکھ دے کر مجھے کونسی خوشی ملنی تھی۔۔۔ جا رہی ہوں اپنی ماں کے پاس آپ کی شادی سے پہلے میں اپنی شادی کا کارڈ آپ کو بھیجوں گی۔۔۔ تکلیف اور تاون کا شکریہ' بہت بہت مبارک ہو۔۔۔ اللہ حافظ۔۔"

پھر وہ مڑ کر چلی گئی۔ حداد نے بہت کچھ کہنا تھا اپنا غصہ ' اپنے اندر چھپا درد سب باہر نکال کر اسے دکھانا تھا مگر وہ دکھا ہی نہیں سکا۔۔۔ وہ چُپ کھڑا اپنی محبت کو جاتے ہوئے دیکھ رہا تھا جو اس کی نظروں میں بہت اونچی ہو گئی تھی۔ وہ بہت الگ تھی۔۔۔ وہ واقعی سکندر کی شہزادی تھی۔ کبھی نہ جھکنے والی۔ اپنی محبت کے سامنے بھی نہ جھکنے والی

جاری ہے (آخری پارٹ ان شاءاللہ اگلے اتوار کو)